وَلَقَدۡ يَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّكۡرِ فَهَلۡ مِنۡ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾ (القمر)

ترجمہ: اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان بنا دیا ہے، اب کیا کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا؟

آپ درسِ قرآن کیسے دیں؟

از

مفتی محمود صاحب حافظجی بارڈولی حفظہ اللہ تعالیٰ

استاذ: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، سملک، گجرات

ناشر

نورانی مکاتب

www.nooranimakatib.com

مادرِ علمی جامعہ ڈابھیل کے مہتمم حضرت مولانا احمد بزرگ صاحب کا بندے کا نام ایک خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرم ومحترم جناب مفتی محمود صاحب بارڈولی زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مدارسِ اسلامیہ سے درسِ نظامی کی تکمیل کرنے والے فضلا کو میدانِ عمل میں جن کاموں کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے، ان میں ''درسِ قرآن'' بھی ہے۔ عوام الناس کو قرآنِ مجید کی تعلیمات سے روشناس کرانے کا بہترین اور مفید ذریعہ مساجد میں عامۃ المسلمین کے لیے ''درسِ قرآن'' کی مجلس کا انعقاد بھی ہے۔

چونکہ سالہا سال سے آپ کا درسِ قرآن ہوتا ہے اور آپ کو اس کا اچھا خاصا تجربہ بھی ہے؛ اس لیے مناسب ہے کہ طلبہ بھی آپ سے یہ فن سیکھیں، اسی بنا پر جامعہ کی انتظامیہ نے یہ طے کیا ہے کہ آپ کی ایک تدریبی مجلس عربی ہفتم اور تخصصات کے طلبہ کے لیے ہو، جس میں قدرے تفصیل کے ساتھ ان کے سامنے اس سلسلے کی ضروری باتیں آجائیں اور چند آیات کا ''درسِ قرآن'' عملی طور پر پیش کیا جائے۔

درسِ قرآن کی تیاری کیسے کریں؟ عوامی درسِ قرآن کے لیے ابتداءً کن آیات اور سورتوں کا انتخاب کریں؟ درسِ قرآن کی مجلس کتنی لمبی ہو؟ اپنے علاقے میں درسِ قرآن کی مجلس شروع کرنے کے لیے متولیان اور ذمہ داروں کو کس طرح آمادہ کیا جائے؟

رمضان المبارک میں درسِ قرآن کا خاص اہتمام کیوں اور کیسے کریں؟ ہفتہ واری درسِ قرآن اور رمضان المبارک میں درسِ قرآن کا کیا طریقہ ہو؟

مذکورہ بالا امور کے علاوہ مزید جو امور آپ طلبہ کے لیے مناسب سمجھیں قدرے تفصیل سے طلبہ کے سامنے آ جائیں۔

اللہ تعالیٰ اس تربیتی پروگرام کو تمام طلبہ کے حق میں مفید بنائے اور اسے آپ کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ فقط۔

وفقکم اللہ تعالیٰ۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

احمد بزرگ (مہتمم)

مؤرخہ: ۲۰؍ جمادی الاخریٰ ۱۴۴۱ھ

حضرت مہتمم صاحب کے تعمیلِ ارشاد میں جامعہ کی دورۂ حدیث شریف کی درس گاہ میں دو مرتبہ یہ مجلس منعقد ہوئی، جس میں دورۂ حدیث شریف، افتاء اور تخصص فی التفسیر کے عزیزانِ گرامی دو مجلسوں میں شریک ہوئے، نیز جامعہ کے بعض اساتذۂ کرام بھی گلزارِ محفل تھے۔

اللہ کے فضل اور ان کی طلبِ صادق کی برکت سے ان دو مجلسوں میں یہ باتیں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ (محمود حافظی)

درسِ قرآن کیسے دیا جائے؟ (پہلی قسط)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، اما بعد!

درسِ قرآن ایک نہایت اہم ترین کام ہے، اس سلسلے میں ایک کتاب (درسِ قرآن کیسے دیا جائے، از مفتی ابولبابہ) آپ کے سامنے ہے اور بھی کتابیں ہیں؛ لیکن میں آپ کے سامنے تجربات کی روشنی میں بتوفیق اللہ! کچھ ضروری باتیں عرض کرتا ہوں، ان شاء اللہ! آپ کا درسِ قرآن بہت مقبول ہوگا، نیز آپ کے لیے بڑا فائدہ مند ہوگا اور آپ کے ذریعہ دوسرے بہت سارے انسانوں کے لیے بھی ہدایت کا ذریعہ بنے گا۔

درسِ قرآن کے فضائل

سب سے پہلے درسِ قرآن کے سلسلے میں جو فضائل ہیں وہ لوگوں کو بار بار سنائیے۔ درسِ قرآن کے فضائل میں ایک اہم حدیث جو فضائلِ قرآن میں حضرت شیخ زکریاؒ نے نقل کی ہے، وہ یہ ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قال: مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِيْ بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ اللهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُوْنَ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ.

ترجمہ: حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوکر قرآن کی تلاوت کریں، اس کا دور کریں، ایک دوسرے کا قرآن سنیں اور سنائیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکینہ نازل ہوتی ہے، اللہ کی رحمت ان

کوڈھانپ لیتی ہے، رحمت کے فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور حق تعالیٰ شانہ ان کا تذکرہ ملائکہ کی مجلس میں کرتے ہیں۔

یہ بہت اہم حدیث ہے، حضرت شیخؒ نے اس حدیث کو دو جگہ ذکر کیا ہے: ایک ذکر کے باب میں اور دوسرے فضائلِ قرآن کے باب میں۔

اب اِس حدیث کو لوگوں نے پھیلا کر کہاں کہاں منطبق کیا؟ حالاں کہ درسِ قرآن کا حلقہ تو اس کا مصداقِ اول ہے؛ لہٰذا آپ یہ فضیلت امت کو سمجھایئے اور آپ بھی جب درسِ قرآن کے لیے جائیں تو اس حدیث کا استحضار کر کے جائیں؛ بلکہ میں تو آپ سے یوں کہتا ہوں کہ: ناظرہ پڑھانے والے مدرسین بھی اس حدیث کا استحضار کریں، ترجمہ اور تفسیر کا سبق پڑھانے والے بھی اس حدیث کا استحضار کریں۔

میں اپنے مکاتب کے مدرسین سے ہمیشہ کہتا ہوں کہ: جب آپ گھر سے مکتب پڑھانے کے لیے جائیں تو اس حدیث کا استحضار کر کے جائیں کہ آپ جتنی دیر سبق پڑھائیں گے یہ چاروں فضیلتیں آپ کو حاصل ہو رہی ہیں، امت کے سامنے اس حدیث کو خوب بیان کیجیے؛ تاکہ ان کے دلوں میں درسِ قرآن کی عظمت و اہمیت پیدا ہو۔

قرآن کی تعلیم سب سے اہم

لوگوں کے سامنے قرآن کی عظمت کو خوب واضح کریں، آپ ﷺ کا ارشاد لوگوں کو سنائیں:

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ .(رواه البخاري عن عثمان ؓ)

ترجمہ: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

چاہے الفاظ کے اعتبار سے قرآن کی تعلیم و تعلم ہو یا معنی و مضامین اور مفاہیم کے اعتبار سے تعلیم و تعلم ہو سب اس حدیثِ پاک کے مصداق ہیں۔اس چیز کو آپ لوگوں کے سامنے بیان کریں گے تو لوگوں کے دلوں میں درسِ قرآن کی عظمت پیدا ہوگی اور وہ عظمت کے ساتھ شرکت کریں گے اور آپ خود بھی عظمت کے ساتھ شرکت کریں گے۔

آج تکلیف کی بات یہ ہے کہ ہم دوسروں کے سامنے جو فضائل بیان کرتے ہیں اور جو اہمیت اور عظمت بیان کرتے ہیں خود ہمیں اس پر یقین نہیں ہے، ہم بیان میں تو بہت کچھ کہہ دیتے ہیں؛ لیکن ہمیں خود اس پر یقین نہیں ہیں؛ لہذا ہم اگر درسِ قرآن کا حلقہ قائم کریں تو ہمارے دل میں اس کی خوب عظمت ہونی چاہیے۔

حضرت شیخ الہندؒ اور درسِ قرآن

اس سلسلے میں حضرت شیخ الہندؒ کی اہم ترین بات حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے نقل فرمائی ہیں کہ:

مالٹا کی قید سے واپس آنے کے بعد ایک رات عشا کے بعد حضرتؒ دار العلوم میں تشریف فرما تھے، علما کا بڑا مجمع سامنے تھا، اُس وقت فرمایا کہ: ہم نے تو مالٹا کی زندگی میں دو سبق سیکھے ہیں۔

یہ الفاظ سن کر سارا مجمع متوجہ ہو گیا کہ اس استاذ العلما درویش نے اتنے سالوں علما کو درس دینے کے بعد اخیر عمر میں جو سبق سیکھے ہیں وہ کیا ہیں؟

فرمایا کہ: میں نے جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی اور

دنیوی حیثیت سے کیوں تباہ ہورہے ہیں؟ تو اس کے دو سبب معلوم ہوئے:

①ان کا قرآن کو چھوڑ دینا۔ ②آپس کے اختلافات اور لڑائیاں۔

اس لیے میں وہیں سے یہ پختہ ارادہ کر کے آیا ہوں کہ اپنی باقی زندگی اس کام میں صرف کروں گا کہ قرآنِ کریم کو لفظاً اور معناً عام کیا جائے، بچوں کے لیے لفظی تعلیم کے مکاتب بستی بستی قائم کیے جائیں، بڑوں کو عوامی درس کی صورت میں اس کے معانی سے باخبر کیا جائے اور قرآنی تعلیم پر عمل کے لیے تیار کیا جائے اور مسلمانوں کی آپسی لڑائی کو کسی قیمت پر برداشت نہ کیا جائے۔

حضرتؒ مالٹا سے آنے کے بعد بہت بیمار رہتے تھے اس کے باوجود بذاتِ خود دیوبند میں درسِ قرآن کا سلسلہ شروع فرمایا اور اس میں تمام شہر کے علما شامل ہوتے تھے، جیسے حضرت علامہ شبیر احمد صاحب جیسے مفسر، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی۔

مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں کہ: مجھے بھی اس درس میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی؛ لیکن حضرت چند ہی دن میں حضرتؒ دنیا سے رخصت فرما گئے۔

بہر حال! آپ نے مالٹا سے تشریف لانے کے بعد دیوبند میں باقاعدہ درسِ قرآن کا سلسلہ قائم فرمایا۔

خالق کا مخلوق سے مطالبہ

ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہم کو دنیا میں جس مقصد کے لیے پیدا فرمایا ہے وہ اس کے کلام سے ہمیں پتہ چلے گا، پھر اس کے ذریعہ ہم اپنی زندگی مالک کی مرضی کے مطابق کریں گے اور اسی طرح دوسرے بہت سارے انسانوں کی

زندگی اللہ کی مرضی کے مطابق ہو جائے گی۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اصل سرچشمہ تو قرآن ہے، اوامر کیا ہیں؟ نواہی کیا ہیں؟ اس کا اصلی منبع قرآنِ مجید ہے تو جب تک ہم قرآنِ مجید سے استفادہ نہیں کریں گے وہاں تک ہمیں بھی معروفات اور منکرات کا پتہ نہیں چلے گا، امت کو بھی پتہ نہیں چلے گا۔

اسی لیے آپ دیکھتے ہیں کہ: ہمارے سلف کا یہی طریقہ رہا ہے کہ جب اس طرح کی کوئی کتاب لکھتے ہیں تو اس میں سب سے پہلے قرآن کو بنیاد بناتے ہیں، آپ نے ''ریاض الصالحین'' پڑھی، امام نوویؒ جو بھی عنوان اور باب قائم کرتے ہیں تو پہلے اس عنوان کی مناسبت سے آیات لاتے ہیں۔ قطبِ عالم حضرت شیخ محمد زکریا صاحبؒ کی مقبولِ عالم کتاب ''فضائلِ اعمال'' کا طرز بھی آپ دیکھو، حضرت نے فضائلِ نماز، فضائلِ زکوۃ، فضائلِ روزہ، فضائلِ حج، فضائلِ ذکر ہر موضوع کے متعلق پہلے آیات جمع کی، پھر احادیث جمع کی۔ تو اصل یہی قرآن ہے۔

درسِ قرآن کے لیے چند بنیادی باتیں

(۱) اخلاص: درسِ قرآن کے لیے پہلی بنیادی چیز اخلاص ہے؛ یعنی درسِ قرآن ہم محض اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے شروع کریں، اس میں کوئی دنیوی غرض شامل نہ ہوں، نیت بہت اہم چیز ہے، نیت کے متعلق پوری تفصیل تم حدیث کے اسباق میں پڑھ چکے ہیں؛ اس لیے اس پر زیادہ کچھ عرض کرنا نہیں ہے۔

(۲) اپنا فائدہ ملحوظ رکھیں: یعنی اس میں میری ذات کا بہت بڑا فائدہ ہے، علمی

فائدہ بھی ہے اور عملی فائدہ بھی۔

علمی فائدہ تو یہ ہے کہ: درسِ قرآن کی تیاری کے لیے مختلف تفاسیر اور متعدد کتابوں کی ورق گردانی کی توفیق ہوگی، کئی چیزوں پر نظر ہوجائے گی، اس سے آپ حضرات کا بہت بڑا علمی فائدہ ہوگا۔

نیز اس درسِ قرآن کی تیاری کے ذریعہ سے جہاں علمی ترقی ہوگی وہیں ہمارا عمل قرآن کے مطابق ہوگا؛ گویا کہ "صفحاتِ قرآن" کو ہم "لمحاتِ حیات" بنائیں گے۔

(۳) درسِ قرآن سے پہلے کم سے کم دو رکعت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کا اہتمام کریں کہ: اللہ! اس درس سے مجھے خود بھی فائدہ پہنچایئے اور میرے ذریعہ سے بندوں کو بھی فائدہ پہنچایئے۔ اے اللہ! وقت پر ایسی بات آپ بیان کروایئے جس سے میرا اور حاضرین کا فائدہ ہو اور اس کے انوار و برکات سے میری آخرت بنا دیجیے۔

(۴) درس میں برکت کی نیت سے درس سے پہلے درود شریف اور قرآنِ مجید کی تلاوت کی ایک مقدار پڑھیں، کم از کم چہل درود پڑھ لیجیے اور کچھ مقدار تلاوت کر لیجیے، اس سے درسِ قرآن میں بہت برکت ہوگی۔

گویا جتنی توجہ اور دھیان آپ مطالعہ پر دیں اتنی ہی توجہ؛ بلکہ اس سے زیادہ توجہ اس مجلس کی برکت اور نورانیت کے واسطے صلوۃ الحاجۃ، دعا، درود، اور تلاوت کے اہتمام میں ہونی چاہیے؛ اس لیے کہ ہدایت کا فیضان تو اللہ کے یہاں سے ہوتا ہے، جب تک ہم اللہ سے لیں گے نہیں وہاں تک لوگوں کو کیا دیں گے؟

حضرت شاہ وصی اللہ صاحبؒ کے ملفوظات میں ہے کہ: میں جب تک خلوت میں اللہ سے لوں گا نہیں تب تک جلوت میں تم کو کیا دوں گا؟

اس لیے خلوت میں پہلے صلوۃ الحاجۃ، دعا، درود اور تلاوت کا اہتمام کر کے اللہ تعالیٰ سے مانگیں اور پھر لوگوں کے سامنے بیٹھیں۔

⑤ درسِ قرآن کے لیے جائیں تو اپنا وقار ملحوظ رکھیں۔ آج کل اہلِ علم نے اپنا وقار باقی نہیں رکھا، جب ہم خود اپنا وقار باقی نہیں رکھیں گے تو لوگ بھی ہماری قدر نہیں کریں گے، درسِ قرآن دینے والے کا ایک وقار ہوتا ہے، بے جا ہنسی مذاق، بے تکی باتیں اور بے تکا انداز نہیں ہونا چاہیے۔

⑥ بہتر یہ ہے کہ درسِ قرآن کے لیے پہلے آپ تنہائی میں اپنے گھر یا حجرے میں بیٹھ کر مشق کریں، اس کی ریکارڈنگ کریں اور تنقیدی نظر سے اس کو سنیں کہ میں کیا تعبیرات استعمال کرتا ہوں اور میں کیا بولتا ہوں؟ کہاں کہاں مجھے اصلاح کی ضرورت ہے؟ اپنی غلطیوں کو نوٹ کریں اور آئندہ دوسری مرتبہ مشق کریں تو غلطیوں کو سامنے رکھ کر مشق کریں۔

⑦ آپ کا درسِ قرآن اس انداز میں ہو کہ لوگوں کو اکتاہٹ نہ ہو، یہ بہت ضروری ہے؛ یعنی آپ اس انداز سے ان کے سامنے مضامین ذکر کریں کہ وہ اکتا نہ جائیں، جیسے آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿قل انما انا بشر مثلکم﴾

اب آپ عوام سے یوں کہو کہ: یہ جملہ ''اِنّ'' حرفِ مشبہ بالفعل سے شروع ہو رہا ہے اور اس میں ''بشریت'' کو بالکل واضح کر کے اس کا اعلان کیا جا رہا ہے تو عوام بے چاری کیا سمجھے گی؟

⑧ وقت اور مقدار کی پابندی بھی درسِ قرآن میں بہت ضروری ہے؛ مثلاً اگر آپ آدھا گھنٹہ طے کریں تو بس آدھا ہی گھنٹہ؛ یعنی جو وقت طے کر لیا جاوے اتنے

وقت میں ختم کردیں، اتنا زیادہ وقت بھی نہ ہو کہ لوگ اکتا جاوے۔

⑨ درسِ قرآن کے سلسلے میں خود آپ کی بھی پابندی ہونی چاہیے، یہ نہیں کہ درسِ قرآن کا جو دن آپ کا طے ہو، مثلاً: ہفتے میں ایک دن آپ طے کریں اب اس دن کوئی تقاضا آ گیا تو آپ نے درسِ قرآن کو قربان کردیا، ایسا نہیں ہونا چاہیے، اس کی وجہ سے لوگ بھی پابندی نہیں کریں گے۔

بندے کا سورت میں درسِ قرآن اور پابندی

الحمد للہ! اگر میں پیر کو سورت نہیں جاتا ہوں تو سورت کی عوام یہ سمجھتی ہے کہ میں بیرون ملک گیا ہوں؛ الحمد للہ! اگر میں ملک میں ہوتا ہوں تو ضرور پیر کی مجلس ہوتی ہے، بڑے سے بڑا پروگرام اور بڑے سے بڑے تقاضے ہوتے ہیں؛ لیکن میں صاف کہہ دیتا ہوں کہ: پیر کا دن ہے، مجھ سے نہیں ہو سکے گا تو اس قدر آپ کو اہتمام کرنا پڑے گا۔

الحمد للہ! ۲۰۰۷ء سے سورت شہر میں درسِ قرآن کا سلسلہ جاری ہے، سورت صلابت پورہ، مومنا واڑ بڑی مسجد کے ذمے داروں کی طرف سے عزیز القدر مولانا حافظ سلیم ابن محمد قاسم حکیم (فاضل: جامعہ ڈابھیل، ورکنِ شوریٰ وٹرسٹی: نورانی مکاتب و گلشنِ احمد ٹرسٹ سورت و استاذِ عربی وفارسی ادب وفقہ: ملا مسجد سورت) نے دعوت پیش کی کہ ہمارے یہاں ہر ہفتے ایک مرتبہ درسِ قرآن کی مجلس کا سلسلہ جاری کیا جائے۔

بندے نے اپنے مشفق، مربی، محسن، مرشد واستاذ حضرت اقدس شیخ الحدیث مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم سے اس دعوت کا تذکرہ کیا۔

حضرت والا نے میری مختلف درسی، دینی وملی مشغولیات وذمے داریوں کے

پیشِ نظر ارشاد فرمایا کہ: درسِ قرآن کا سلسلہ جاری ہو یہ بہت اچھی بات ہے ؛لیکن سوال یہ ہے کہ تم ہر ہفتے اس کو پابندی کے ساتھ نبھا سکو گے؟

میں نے عرض کیا: حضرت! آپ دعا فرمادیجیے کہ: میرے لیے اس کو پابندی کے ساتھ نبھانا آسان ہو جائے۔

بس! بفضل اللہ تعالیٰ پھر ہر پیر کو یہ سلسلہ جاری ہوا۔

میری یہ استقامت اللہ کا فضل اور میرے حضرت کی دعا وتوجہ کی برکت ہے۔

حضرت مولانا عبدالغنی صاحبؒ کا واقعہ

اس پر مجھے ایک بات یاد آئی، حضرت مولانا عبدالغنی صاحبؒ ہمارے گجرات کے دعوت وتبلیغ کے ذمے داروں میں سے تھے، اکابر کی صحبت یافتہ تھے، صاحب نسبت بزرگ تھے، ان کے ساتھ ایک مرتبہ رمضان میں جماعت میں جانا ہوا، فرمانے لگے: مہینے میں میرے تین دن کا ہفتہ طے ہے اور اتنا پختگی سے میں اس پر عمل کرتا ہوں کہ یہ چیز تمام رشتے داروں میں مشہور ہے، کسی کے یہاں شادی ہو، عقیقہ ہو، ولیمہ ہو، کچھ بھی ہو وہ لوگ میرے متعینہ تین دن دیکھ کر تاریخیں طے کرتے ہیں اور ان کو معلوم ہے کہ اگر ہم نے اپنے طور پر تاریخ طے کرلی اور وہ مولانا کی تین دن والی تاریخ ہے تو مولانا نہیں رکیں گے، وہ تو چلے جائیں گے، اگر ان کو دعوت میں شامل کرنا ہو تو تاریخ ان کے تین دن دیکھ کر طے کرو۔

یہ کب ہوگا؟ جب آپ اپنے درس کی اہمیت سمجھیں گے؛ ورنہ معمولی معمولی باتوں پر اپنا درس چھوڑ دیں گے تو لوگوں کے دلوں میں بھی اس کی عظمت نہیں آئے گی،

آپ استقامت سے اس پر رہیں، خود کی پابندی اس سلسلے میں بہت ضروری ہے تب جا کر آپ کے درسِ قرآن میں برکت ہوگی۔

⑩ درسِ قرآن کے درمیان آپ موضوع سے نہ ہٹیں، ایک مولوی صاحب کے درسِ قرآن کے بارے میں سنا کہ: وہ آیت پڑھتے ہیں، چند منٹ ہی اس آیت کے بارے میں بات ہوتی ہے، پھر موجودہ سیاسی حالت کا تذکرہ شروع ہو جاتا ہے تو ان کے درسِ قرآن میں افراد کی کمیت و کیفیت ہر چیز میں آہستہ آہستہ کمی آتی گئی اور ایک وقت آیا کہ درسِ قرآن کا سلسلہ بند کرنا پڑا۔

اس لیے آپ جس آیت کے بارے میں کلام کر رہے ہیں بس آپ موضوع سے بالکل نہ ہٹیں، موضوع پر جم کر رہیں، ادھر ادھر کے بے کار تبصروں سے قطعاً اپنے آپ کو بچائیں۔

⑪ اسی طرح کسی پر طنز نہ ہو، بہت سے لوگ موقع کے انتظار میں ہوتے ہیں کہ کوئی آیت آئے اور ہم کسی کو سنائیں، جیسے متولیانِ مسجد کو بھی سنانا ہو، اب یہ آیت آئی: ﴿ان اولیاءہ الا المتقون﴾ اور متولیان پر طنز شروع ہو گیا۔

ہرگز طنزیہ انداز نہ ہو، اگر آپ نے طنزیہ انداز اختیار کیا تو آپ کے درس میں عوامی مقبولیت نہیں رہے گی۔

⑫ بے کار کی لفاظی بھی نہ ہو، بعض لوگوں کو لفاظی کی عادت ہوتی ہے، کسی حد تک وہ مبتدی کے لیے تقریر میں چل سکتی ہے؛ لیکن درسِ قرآن میں لفاظی ہرگز نہ ہو۔ قرآن کا انداز کتنا سیدھا سادا ہے! بس وہی سادا سیدھا انداز کہ لوگ بات سمجھ جائیں۔ اللہ کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟ وہ لوگوں کے سامنے آجائے، یہ اصل ہے۔

⑬عام لوگوں کے فہم کی خصوصی رعایت کریں، یہ بہت ضروری ہے، مجھے مختلف مقامات سے عوام شکایت کرتے ہیں کہ: فلاں صاحب آتے ہیں، فلاں حضرت آتے ہیں؛ لیکن ان کی اردو ہمیں سمجھ میں نہیں آتی۔

ایک تو ہمارے گجراتی لوگوں کو اردو کے ساتھ عکسِ مستوی کی نسبت، پھر اگر ہم غالب اور اقبال والی اردو استعمال کریں تو سب کے سروں پر سے جائے گا، پھر تھوڑے تھوڑے لوگ کم ہوتے جائیں گے؛ لہذا عوام کی ذہنی سطح کی رعایت ضروری ہے، وہ سمجھ سکیں ایسا انداز ہو، سمجھ سکیں ایسی تعبیر اور الفاظ ہوں، اس کے لیے آپ کو اپنی علاقائی زبان کا لازمی سہارا لینا پڑے گا، آپ کے علاقے میں گجراتی ہے تو آپ اپنی اردو میں گجراتی شامل کرلیں، آپ کے علاقے میں ہندی، مراٹھی چلتی ہے تو آپ اس کو شامل کریں اور بے تکلف شامل کریں، اس سے آپ کوئی چھوٹے نہیں ہوجائیں گے؛ اس لیے کہ اصل تو مخاطب کو سمجھانا اور قرآن کا پیغام پہنچانا ہے۔

⑭اس کی بھی خاص رعایت ہو کہ تصنع اور تکلف ہرگز نہ ہو، آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی صفت پڑھی:

عَنْ قَتادةَ بْنِ دِعَامَةَ : قَالَ ابْنُ مسعودٍ رضي الله عنه : مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ ؛ فَإِنَّ الْحَيَّ لَاتُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ ، أُولٰئِكَ اَصْحَابُ محمدٍ ﷺ ، كَانُوْا اَفْضَلَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ ، اَبَرَّهَا قُلُوْباً وَ اَعْمَقَهَا عِلْماً وَ اَقَلَّهَا تَكَلُّفاً ، اِخْتَارَهُمُ اللهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ وَ لِاِقَامَةِ دِيْنِهِ ، فَاعْرِفُوْا لَهُمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوْا عَلىٰ آثَارِهِمْ وَتَمَسَّكُوْا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ اَخْلَاقِهِمْ وَ سِيَرِهِمْ ، فَإِنَّهُمْ كَانُوْا عَلىٰ الْهُدىٰ الْمُسْتَقِيْمِ . (مشكوة)

حضراتِ صحابہ کرام ﷺ سب سے کم تکلف کرنے والے تھے۔

(۱۵) ہمارا درسِ قرآن کسی کے لیے بوجھ نہ بنے، ایک عرصے تک تو ہوسکتا ہے کہ آپ کو اپنے مصارف سے آمدورفت کرنی پڑے، یہ جو ہم فضائل بیان کرتے ہیں:

وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۴۱ (التوبة)

ترجمہ: اور اپنے مال اور اپنی جانوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرو، اگر تم سمجھتے ہو تو یہی تمھارے لیے بہتر ہے۔

کیا یہ صرف مروجہ تبلیغ کے لیے خاص ہے؟ کیا درسِ قرآن کے لیے آپ کے خود کے پیسے خرچ ہو وہ اس آیت کا مصداق نہیں ہے؟

واقعتاً وہ بھی مصداق ہے تو آپ کا درسِ قرآن امت کے لیے کسی طرح بوجھ نہ بنیں، کہ آپ کو لوگ گاڑی لے کر لینے آئے، گاڑی لے کر پہنچانے آئے، ہر مجلس پر کس سائز کا لفافہ ملے گا؟ کیسی دعوت ہوگی؟ کہاں دعوت ہوگی؟ یہ سب مطمحِ نظر نہ ہو۔

امت بہت بعد میں گاڑی پیش کرتی ہے، پہلے تو آپ کو لوکل ٹرین میں بھی سفر کرنا پڑے گا، ہوسکتا ہے بس میں بھی جانا پڑے، اپنا پیٹرول جلا کر اپنی بائک سے بھی جانا پڑے؛ اس لیے کسی کے لیے بوجھ نہ ہو، آپ درسِ قرآن کو اپنے لیے سعادت سمجھیں گے تو اپنا وقت اور اپنا مال لگانا آسان ہوگا۔

یہ نہ سمجھیں کہ ہم جا کر امت پر احسان کر رہے ہیں؛ بلکہ یہ میری ضرورت ہے ، میری ذمہ داری کی ادائیگی ہے۔

بہر حال! درسِ قرآن کے لیے یہ چند بنیادی باتیں ہوئیں۔

مطالعہ اور تیاری

چوں کہ ہمارے سامنے عام لوگوں کا مجمع ہوتا ہے؛ اس لیے عوام کی رعایت کرتے ہوئے مطالعہ ہونا چاہیے، اس کے لیے ہمارے اکابرین نے ہمارے لیے بہت سہولت کردی ہے، جیسے حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی معارف القرآن، حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلویؒ کی معارف القرآن، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کا حاشیہ اور ہمارے حضرت شیخ الحدیث مفتی احمد صاحب دامت برکاتہم کا جو درسِ قرآن چھپ کر آرہا ہے یہ بہت کافی شافی ہیں۔

مطالعہ کے درمیان آپ اہم اہم باتیں نوٹ کرلیں؛ اس لیے کہ ہر ایک کا حافظہ اتنا قوی نہیں ہوتا کہ جتنی باتیں مطالعہ میں آئیں وہ درس کے وقت یاد رہے اور اس کو آپ ہرگز معیوب نہ سمجھیں، بڑے بڑے اکابر کو میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ وہ نکات لکھ کر لاتے ہیں؛ کیوں کہ قرآن کا معاملہ ہے، اس میں اِدھر اُدھر کی ہانکنا نہیں ہے، ''درسِ قرآن'' وعظ، بیان اور تقریر سے بالکل الگ چیز ہے؛ اس لیے مطالعہ کے دوران کچھ نوٹس تیار کرلیں اور ان نکات کو سامنے رکھ کر آپ لوگوں کو درسِ قرآن دیں۔

نکات لکھنے کے باجود ہوسکتا ہے کہ شروع میں آپ کی ہمت نہ کھلے تو اس کے لیے نہایت آسان طریقہ یہ ہے کہ: مثلاً پہلے معارف القرآن لے کر آپ بیٹھیے، اور جو بات عوام کو سنانے کے قابل ہو اس پر پنسل سے اپنے نسخے میں نشان کرلیجیے اور پھر اس کو آپ اندر سے پڑھ کر سنائیے، کچھ اندر دیکھ کر پڑھیے، پھر زبانی تشریح کیجیے، کچھ پڑھیے، کچھ زبانی تشریح کیجیے، اس طرح بھی آپ درسِ قرآن دے سکتے ہیں، یا درس

کے متعلق صفحات معارف القرآن سے زیر اکس کروالیں۔

اس وقت کے ایک بہت بڑے صاحبِ نسبت مشہور بزرگ جن کی خانقاہ ہے، کئی متوسلین اور خلفا ہیں وہ رمضان میں تفسیرِ مظہری لے کر بیٹھتے ہیں، با قاعدہ نشانات کر کے آتے ہیں اور لوگوں کو سناتے ہیں؛ اس لیے یہ طریقہ بالکل عیب کی چیز نہیں ہے۔

کسی کا درس سن لینا بھی تیاری کی ایک شکل ہے

بحمد للہ! بندے کے سورت شہر کے تمام دروس سی ڈی (c.d) اور انٹرنیٹ پر موجود ہیں، نیز جامعہ ڈابھیل کے جلالین شریف اور ترجمہ کے دروس بھی مکمل نیٹ پر موجود ہیں، کئی علما اور عزیزوں نے خود سنایا کہ ہم تو عوامی درسِ قرآن کے لیے آپ کا درس سن لیتے ہیں اور اس میں سے کچھ نوٹس تیار کر لیتے ہیں اور پھر اسی کو بیان کر دیتے ہیں اور بھی کئی اکابرین کے دروس محفوظ ہیں تو اس طرح اکابرین کے دروس سن کر بھی تیاری کی جاسکتی ہے اور اس سے آپ کو انداز بھی سیکھنے کو ملے گا۔

درس کا انداز

مختصر خطبہ پڑھنے کے بعد ہر آیت الگ الگ بہترین انداز میں تلاوت کیجیے، ایک آیت تلاوت کیجیے اور اس کا ترجمہ کیجیے، پھر دوسری آیت تلاوت کیجیے اور اس کا ترجمہ کیجیے، پھر تیسری آیت تلاوت کیجیے اور اس کا ترجمہ کیجیے۔ تلاوت کا بھی ایک اثر ہوتا ہے، ہوسکتا ہے کہ بہت سے لوگ صرف آپ کی عمدہ تلاوت کی وجہ سے آپ کی مجلس میں شرکت کریں؛ اس لیے پہلے عمدہ انداز میں صحیح صحیح قرآن پڑھیے۔

یہ نہ سوچیں کہ میں قاری نہیں ہوں، میں نے تجوید با قاعدہ نہیں پڑھی ہے، اگر

تصحیح میں کمزوری ہو تو درس سے پہلے آپ اپنا قرآن صحیح کر لیجیے اور اس کے مطابق آپ پڑھیے۔

قرآن کی تاثیر کے بہت سارے واقعات ہیں، کئی لوگ محض قرآن کی تلاوت سن کر ایمان لائے، خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ۝ (الانفال)

ترجمہ: ایمان والے تو وہی لوگ ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے اس (اللہ تعالیٰ) کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ ان کا ایمان مضبوط کر دیتی ہیں اور وہ اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

اخلاص کے ساتھ صحیح طریقے سے تلاوت کا بھی مجمع کے قلوب پر ایک لازمی اثر رہتا ہے۔

ترجمہ بھی اہم ہے

ترجمہ عام انداز کا کریں، ''تیسیر القرآن'' تیار کرنے کا ایک پس منظر بندے کے سامنے یہ عوامی درسِ قرآن بھی ہے کہ پہلے جب ''درسِ قرآن'' میں ترجمہ کرتا تھا تو مجھے کچھ مشکلات پیش آتی تھیں کہ میں ترجمہ تو کرتا ہوں؛ لیکن یہ ترجمہ لوگوں کو سمجھ میں آرہا ہے کہ نہیں؟ بہت شدت سے دل میں احساس ہوا کہ کوئی ترجمہ ایسا بھی ہو کہ عام آدمی سمجھ جائے؛ اس لیے میں نے ''تیسیر القرآن'' میں آسان ترجمہ کرنے کی کوشش کی

ہے اور بین القوسین عبارت بڑھائی ہے؛ تا کہ صرف ترجمہ ہی سے بہت کچھ سمجھ میں آجائے۔

لہذا اس طرح آسان ترجمہ لوگوں کو سنائیں گے تو سیدھی سیدھی آیت ان کو اولِ مرحلہ میں ہی سمجھ میں آتی جائے گی اور جو باتیں باقی رہ گئیں وہ آپ کے درس سے سمجھ میں آجائیں گی؛ اس لیے ''اچھی تلاوت'' اور ''عام فہم ترجمہ'' یہ بہت اہم اور بہت ضروری ہے۔

آیات اور سورتوں کے فضائل کا بیان

اس کے علاوہ قرآنِ مجید کی سورتوں اور مخصوص آیات کے فضائل جو احادیث میں آئے ہیں وہ بھی آپ لوگوں کے سامنے بیان کیجیے، مثال کے طور پر سورۂ بقرہ شروع ہوئی تو آپ لوگوں کے سامنے بیان کیجیے کہ: سورۂ بقرہ جس گھر میں چالیس روز تک پڑھی جاتی ہے اس گھر سے شیطانی اثرات ختم ہوجاتے ہیں اور لوگ آج کل گھروں میں جنات کی شرارت وغیرہ کی شکایت کرتے ہیں، جب لوگ اس طرح کی باتیں سنیں گے تو ان میں بہت دل چسپی پیدا ہوگی اور ان کے دل میں عمل کا جذبہ بیدار ہوگا۔

پھر سورۂ بقرہ کی ابتدائی پانچ آیات، پھر آیت الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیات اور آخری رکوع پڑھنے کی جو فضیلت حدیث میں آئی ہے وہ بھی آپ لوگوں کے سامنے بیان کردیجیے، اس کے لیے معارف القرآن اور تیسیر القرآن دیکھیے۔

اسی طرح جن سورتوں کے فضائل اور جن آیات کے مخصوص فضائل احادیث میں اور صحابہ کے اقوال میں منقول ہیں ان کو بھی لوگوں کے سامنے اچھی طرح بیان کیجیے

تو اس کی وجہ سے لوگوں کے اندر ایک طلب، دل چسپی اور رغبت پیدا ہوگی اور لوگ عمل کرنے والے بھی بنیں گے، لوگوں نے اس کا عمل شروع کر دیا تو وہ بھی ہمارے لیے صدقۂ جاریہ اور ثواب کا ذریعہ بن جائے گا۔

اسی طرح ہمارے بعض مستند اکابر کے ذریعہ سے قرآنِ مجید کے جو وظائف منقول ہیں وہ بھی آپ موقع بہ موقع لوگوں کے سامنے بیان کیجیے، جیسے حضرت تھانوی ؒ کی کتاب ''اعمالِ قرآنی'' میں بہت سی آیتوں کے خواص اور فوائد حضرت نے بتلائے ہیں تو اس طرح ہمارے مستند اکابر سے جو مجربات منقول ہیں وہ بھی آپ لوگوں کے سامنے ذکر کریں گے تو لوگوں میں ایک شوق، رغبت اور دل چسپی پیدا ہوگی۔

قرآن میں آئے ہوئے واقعات

پھر اس کے بعد قرآنِ مجید کے قصص اور واقعات جو قرآن کا ایک بہت بڑا حصہ ہے، حضراتِ انبیائے کرام کے واقعات، پچھلی امت کے واقعات اور قصص کو آپ اس طریقے سے بیان کیجیے کہ اس سے عبرت اور نصیحت کے پہلو اجاگر ہوں۔

باری تعالیٰ نے قرآن میں پورے پورے واقعات کیوں بیان نہیں فرمائے؟ تو ''الفوز الکبیر'' میں شاہ صاحب نے اس کی حکمت بیان فرمائی ہے کہ اگر باری تعالیٰ پورے پورے واقعات بیان فرماتے تو لوگ نفسِ واقعہ میں الجھ جاتے اور اسی میں مشغول ہو جاتے؛ اس لیے باری تعالیٰ نے قصص و واقعات میں وہی پہلو بیان فرمائے جن میں لوگوں کے لیے عبرت اور نصیحت ہے؛ لہٰذا ہمیں بھی ہمارے ''درسِ قرآن'' میں اسی پہلو کو اجاگر کرنا ہے۔

قصص سے نصیحت اجاگر کرنے کی ایک مثال

جیسے میں آپ کو اس کی ایک مثال دیتا ہوں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مدین کے سفر کا واقعہ ہے:

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو راستہ معلوم نہیں تھا تو آپ اس میں لوگوں کے سامنے یہ نکتہ بیان کر سکتے ہیں کہ کبھی آپ سفر میں ہیں اور آپ کو راستہ معلوم نہیں ہے تو آیت پڑھیے: ﴿عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾﴾ ان شاء اللہ! آپ کو صحیح راستہ کی رہبری ہوگی۔

آگے ہے: ﴿وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۠ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین کے لوگوں کے لیے اجنبی تھے اور مدین کے لوگ آپ کے لیے اجنبی تھے، کوئی تعارف نہیں تھا؛ لیکن اس کے باوجود آپ نے دیکھا کہ دو عورتیں ایسی ہیں جو کچھ پریشان حال ہیں؛ اس لیے کہ سارا مجمع اپنے جانوروں کو پانی پلا رہا ہے اور دو عورتیں ایک طرف کھڑی ہوئی ہیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں خدمت کا جذبہ پیدا ہوا اور ان دونوں عورتوں سے پوچھتے ہیں کہ: یہ سب جانوروں کو پانی پلاتے ہیں آپ کیوں نہیں پلاتیں؟

اِس سے آپ لوگوں کو یہ درس دے سکتے ہیں کہ اس طریقے سے کوئی بے سہارا

ہوتو ہمیں اس کی مدد کرنا چاہیے۔

آگے ہے: ﴿قَالَتَا لَا نَسۡقِیۡ حَتّٰی یُصۡدِرَ الرِّعَآءُ ٜ وَ اَبُوۡنَا شَیۡخٌ کَبِیۡرٌ ﴿۲۳﴾﴾

اس پر بہت کچھ لمبا چوڑا بیان ہوسکتا ہے کہ ان لڑکیوں نے حقیقتِ حال بتائی کہ اصل تو گھر کے باہر کی ذمے داری مرد کی ہے؛ لیکن ہمارے گھر میں ہمارے ابا جان اکیلے ہیں اور بوڑھے ہیں؛ اس لیے مجبوری کی وجہ ہم کو گھر سے باہر آنا پڑا، اس چیز کو بیان کر کے موجودہ زمانے میں جو عورتیں بلا وجہ ملازمت پر جاتی ہیں اس کی قباحت بھی آپ لوگوں کے سامنے اجاگر کر سکتے ہیں۔

آگے ہے: ﴿فَسَقٰی لَہُمَا ثُمَّ تَوَلّٰۤی اِلَی الظِّلِّ﴾

آپ نے ان کی خدمت کردی، آپ اس جگہ پردیسی تھے، آپ کو قیام و طعام کی ضرورت تھی؛ لیکن خدمت کے عوض آپ نے نہ قیام کا سوال کیا، نہ طعام کا سوال کیا، کوئی سوال نہیں کیا؛ بلکہ خدمت کرنے کے بعد ایک درخت کے سائے میں جا کر بیٹھ گئے۔ معلوم ہوا خادم ایسا ہو جو بے غرض خدمت کرنے والا ہو۔

میں اس جگہ لوگوں کے سامنے ایک نکتہ بیان کرتا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پانی پلانے کے بعد یہ بھی نہیں پوچھا کہ: تمھارا نام کیا ہے؟ تمھارا واٹس ایپ نمبر کیا ہے؟ تمھارے مکان کا ایڈریس کیا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوئی چیز نہیں پوچھی؛ بلکہ یہ لڑکیاں اپنے راستے پر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی جگہ پر تشریف لے آئے۔

پھر آگے ہے: ﴿فَقَالَ رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ ﴿۲۴﴾﴾

اب اپنی ضرورت کا سوال اللہ کی بارگاہ میں کیا کہ: اے اللہ! اس اجنبی جگہ پر آپ میری ضرورت پوری فرمایئے اور یہی ایک قوم کے خادم کا حال ہونا چاہیے۔

''من خیر'' یہ لفظ بتلاتا ہے کہ پردیس میں جو مل جائے اس پر صبر وشکر سے کام چلانا چاہیے۔

پھر آگے ایک اہم جگہ آپ کو لے جانا چاہتا ہوں:

﴿قَالَ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ﴾

یہاں میں کئی نکات بیان کرتا ہوں: ایک تو یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شرم وحیا اور عفت و پاک دامنی، دوسرا بے لوث و بے غرض خدمت، اسی چیز نے پردیس میں اور اجنبی جگہ پر ساری چیزوں کے دروازے کھول دیے، غذا کا انتظام ہوا، قیام کا انتظام ہوا، نکاح کا بھی انتظام ہوا۔ اس سے میں یہ بھی نکتہ بتاتا ہوں کہ لڑکی کا باپ صالح رشتہ ملنے پر خود بھی سامنے سے پیغام خود دے سکتا ہے۔

یہ تو ایک مثال میں نے آپ کے سامنے بیان کی۔

اس سلسلے میں آپ کی سہولت کے لیے میں عرض کروں کہ: قرآن میں ۲۸ ر خواتین کے واقعات ہیں وہ سارے آپ کو ہماری تین جلدوں (قرآن میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات) میں ملیں گے، جس قدر نکات بفضل اللہ! بیان کرنے کی توفیق ہوئی وہ تمام کے تمام آپ کو اس میں مل جائیں گے اور آپ کے لیے بڑی آسانی ہوگی۔

جب بھی آپ اس آیت پر پہنچے جس کا تعلق عورتوں کے واقعے سے ہے تو آپ اس کتاب کو کھول کر دیکھ لیجیے، آپ کو کئی چیزیں اس میں ملیں گی اور حضرت موسیٰ علیہ

السلام کے اس واقعے کے متعلق بھی آپ کو عجیب نکات اس کتاب میں ملیں گے۔

حضرت مولانا اسلم شیخوپوری شہیدؒ کے عجیب تاثرات

اس پر میں ''تحدیث بالنعمۃ'' کے طور پر ایک واقعہ سناتا ہوں:

جب ''خطباتِ محمودؔ'' کی پہلی جلد شائع ہوئی جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ واقعہ چھپا تھا تو اُس سال شعبان ۱۴۳۲ھ میں ہمارے حضرت مفتی احمد صاحب دامت برکاتہم کے قافلے میں عمرے کے لیے جانے کی سعادت حاصل ہوئی، اس موقع سے مدینہ منورہ میں حضرت مولانا اسلم شیخوپوری شہیدؒ کی ملاقات ہوئی، افطار سے پہلے مسجدِ نبوی میں میں نے ان کی خدمت میں جلدِ اول پیش کی، پھر حج کے موقع پر مدینہ منورہ مسجدِ نبوی میں مولانا مرحوم کی ملاقات کا پھر سے شرف حاصل ہوا تو معذور ہونے کے باوجود گلے لگے اور بہت خوش ہوئے، بہت دعائیں دیں اور ارشاد فرمایا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مدین کا سفر اور شادی کے بارے میں قرآنِ مجید کی آیات سے اُس واقعے کے متعلق جن اہم نکات کا استنباط ہوا ہے وہ بہت ہی عجیب اور بڑے اہم فوائد پر مشتمل ہیں۔

پھر فرمایا: میں نے اس کو پڑھ لیا تھا، مزید پڑھنا چاہتا ہوں؛ لیکن عمرہ کے زمانے میں ''بدر'' جانا ہوا وہاں کسی متعلق نے وہ خطبات مجھ سے طلب کر لیے؛ اس لیے اس کی دوسری کاپی ضرور میرے لیے روانہ کرو اور حضرت نے خود پتہ لکھ کر دیا۔

آپ درسِ قرآن کیسے دیں؟ (قسط: ۲)

جامعہ ڈابھیل کے دورۂ حدیث، تخصص فی التفسیر اور افتا اور اساتذۂ کرام کے سامنے جو محاضرہ پیش کیا گیا اس کا دوسرا حصہ ۱۸ / مارچ ۲۰۲۰ء مطابق: ۲۳ / رجب ۱۴۴۱ھ

احکام کے متعلق جو آیتیں ہیں اس سلسلے میں دو باتیں ذہن میں رکھنی چاہیے:

① آیت میں جو شرعی حکم بیان کیا گیا اس کو عوام کے سامنے اچھی طرح واضح کریں۔ یہ مسائل چند صورتوں پر ہیں:

[ا] احکام کی وہ آیات جن کا تعلق عبادات سے ہیں، جیسے: وضو؛ تو وضو کی پوری ترتیب قرآنِ مجید میں بیان کی گئی ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ.

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم نماز (پڑھنے) کے لیے اٹھو تو تم اپنے چہروں کو اور کہنیوں تک اپنے ہاتھوں کو دھولیا کرو اور اپنے سروں کا مسح کرلیا کرو اور اپنے پیروں کو ٹخنوں تک (دھولیا کرو)۔ (المائدۃ:۶)

جب یہ آیت آدے تو اس موقع سے فائدہ اٹھا کر لوگوں کے سامنے وضو کے فرائض، سنتیں اور مستحبات بیان کردیں، اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ لوگوں کا وضو سنت طریقے کے مطابق ہوجائے گا۔

اسی طریقے سے روزے سے متعلق آیتیں ہیں:

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ

الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ۔ (البقرۃ:۱۸۷)

ترجمہ: اور صبح (صادق) کی سفید دھاری (یعنی سفیدی، رات کی) سیاہ دھاری (یعنی سیاہی) سے جدا ہو کر تم کو صاف نظر آوے وہاں تک تم کھاؤ اور پیو، پھر تم رات تک روزے کو پورا کیا کرو۔

اس میں روزے کی ابتدا اور انتہا کیسے ہوتی ہے اس کو آپ اچھے طریقے سے بیان کر دیجیے۔

غرض یہ کہ جو آیتیں عبادات کے متعلق ہیں تو وہ آپ کے لیے بہترین اور سنہرا موقع ہے کہ آپ ان عبادات کے متعلقات لوگوں کے سامنے بیان کر دیجیے۔

[۲] احکام کی وہ آیات جن کا تعلق معاشرت سے ہیں، جیسے: طلاق، نکاح، ظہار، لعان، ایلا وغیرہ۔

میں بہت محتاط انداز سے کہوں تو امت کے ۹۰ رفیصد لوگوں کو معاشرتی مسائل کا علم نہیں ہے، اس کی سیدھی سادی مثال میں آپ کو ایلا سے دوں:

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾ (البقرۃ)

ترجمہ: جو لوگ اپنی بیویوں سے جماع نہ کرنے کی قسم کھا لیتے ہیں تو ان کو چار مہینے کی مہلت ہے، پھر اگر وہ (قسم توڑ کر) رجوع کر لیویں تو یقینی بات ہے اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ معاف کرنے والے، بڑے رحم کرنے والے ہیں۔

کوئی آدمی اپنی بیوی سے یوں کہہ دیوے کہ: واللّٰہ لا اقربک اربعۃ اشھر۔ تو ایلا ہو جائے گا؛ لیکن یہ شکل عام لوگ جانتے ہی نہیں ہیں۔

یہی حال ظہار کا ہے، ظہار کو ۹۰ ٪ سے زائد فیصد لوگ نہیں جانتے۔

نوجوانوں کے تعطیلات میں تربیتی کیمپ

پہلے ہمارے یہاں نوجوانوں کے پروگرام اور تعطیلات (ویکیشن) کیمپوں میں ''میاں بیوی کی کمرے کی زندگی کے بارے میں تربیت'' کے متعلق تین چار گھنٹے کی ایک تدریب ہوتی تھی، اس میں پہلے ان کو اس کے متعلق کتابیں دی جاتی تھیں، مثلاً: مولانا ابراہیم صاحب کالیڈوی صاحب ؒ کی ''تحفۃ النکاح''، ہمارے حضرت مفتی احمد صاحب کا رسالہ ''شادی کی پہلی رات'' اور مفتی مرغوب صاحب کی کتاب ''آداب الجماع والمباشرۃ''، یہ کتابیں ان کو پڑھنے کے لیے دی جاتی تھیں، پھر ان کا ایک تدریبی پروگرام ہوتا تھا۔

نوجوانوں کے پروگرام میں حقیقتِ حال

نوجوانوں کے پروگراموں میں کئی نوجوانوں نے مجھ سے یہ بات بتلائی کہ ہمیں آج زندگی میں پہلی مرتبہ پتہ چلا کہ ظہار کوئی چیز ہے، کئی شادی شدہ نوجوان ایسے آئے کہ انھوں نے یوں کہا کہ: ہم تو کئی دفعہ محبت کے جذبات میں بے قابو ہو کر اپنی بیوی کو اپنی ماں کے ساتھ تشبیہ دے بیٹھتے ہیں۔

اس لیے معاشرت کے مسائل کے متعلق جو آیتیں ہیں ان کو سامنے رکھ کر رہنمائی کرنے کی بہت سخت ضرورت ہے۔

ہمارے بعض ساتھی چار مہینے کی جماعت میں جاتے ہیں تو عبادت اور خروج فی سبیل اللہ کے جذبے میں بیوی کو یہ جملہ بول کر جاتے ہیں کہ: خدا کی قسم! اب چار مہینے

تک میں تجھ کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔ یہ سب ناواقفیت کی وجہ سے ہوتا ہے۔

طلاق

معاشرت کے متعلق مسائل میں ایک بہت بڑی اہم اور نازک چیز طلاق ہے، کئی مولوی لوگ ایسے ہیں کہ جب ان کے پاس طلاق کے معاملات آتے ہیں اور لڑکی والے یا لڑکے والوں کا یہ دباؤ ہوتا ہے کہ ہمیشہ کے لیے تفریق کر دو تو فوری تین طلاق بلواتے ہیں اور تین طلاق لکھوا دیتے ہیں؛ حالاں کہ آپ حضرات کو مسئلہ معلوم ہے کہ اگر ایک طلاقِ رجعی بھی دی جائے اور عدت کے ایام میں رجعتِ فعلیہ وقولیہ نہ ہو اور عدت گزر جاوے تو خود بہ خود وہ طلاقِ بائنہ بن جائے گی، پھر وہ لڑکی جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے، پھر اسی شوہر سے اس کو نکاح کرنا ہے تو نہ حلالہ کی ضرورت ہے، نہ کسی اور چیز کی ضرورت ہے، صرف نکاح سے دونوں میاں بیوی بن سکتے ہیں۔

ہمارے علما کی ایک تعداد کو ایسے موقع پر یہ مسئلہ یاد نہیں رہتا یا انھوں نے مسئلہ سمجھا نہیں تھا وہ سیدھا کہہ دیتے ہیں کہ تین طلاق بول دو یا تین طلاق لکھ کر دے دو؛ حالاں کہ طلاق ''ابغض المباحات عنداللہ'' ہے۔

اس لیے معاشرت کے متعلق مسائل کی جو آیات قرآن میں ہیں ان کو خوب اچھے انداز میں؛ بلکہ اگر ضرورت پڑے تو دو دو تین تین مجلس تک لوگوں کو سمجھایا جائے۔

طلاق کو روکنے کی یقینی تدابیر

اس کی ایک دوسری مثال میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں، طلاق سے پہلے شریعت کی طرف سے چار تدبیریں بیان کی گئی ہیں:

وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ
وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
عَلِیًّا كَبِیْرًا ﴿۳۴﴾ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ
وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
عَلِیْمًا خَبِیْرًا ﴿۳۵﴾ (النساء)

ترجمہ: اور جن عورتوں کی شرارت کا تم کو ڈر ہو تو تم ان (عورتوں) کو (پہلے) نصیحت کرو اور (اس سے کام نہ چلے تو) تم ان کو بستروں میں تنہا چھوڑ دو اور (اس سے بھی اصلاح نہ ہو تو) تم ان کو مارو،

(مارنے میں ان باتوں کا لحاظ ضروری ہے: [۱] بدن پر نشان نہ پڑے [۲] ہڈی نہ ٹوٹے [۳] زخم نہ ہو [۴] چہرے پر نہ مارے، اس سلسلے میں تفصیل کے لیے بندہ کے خطبات میں ''پرسنل لاء'' والے خطبات ضرور دیکھیں۔)

پھر اگر وہ تمھاری بات ماننے لگیں تو ان کے خلاف (ظلم کی) کارروائی کا کوئی راستہ تلاش نہ کرو، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کے اوپر، سب سے بڑے ہیں ﴿۳۴﴾ اور اگر تم کو ان دونوں (میاں بیوی) کے درمیان آپس میں کش مکش بڑھ جانے کا ڈر ہے تو ایک انصاف کرنے والا مرد کے گھر والوں میں سے اور ایک انصاف کرنے والا عورت کے گھر والوں میں سے (منتخب کرکے) بھیجو،

(قرآن میں ''حَکَم'' کا لفظ ہے، یعنی: [۱] جھگڑوں میں فیصلہ کرنے کی صلاحیت ہو۔ [۲] علم ہو۔ [۳] دیانت دار ہو۔ [۴] سب سے بڑی بات حَکَم کی نیت

اور جذبات اچھے ہوں)

اگر وہ دونوں (حَکم) (سچے دل سے) اصلاح کا ارادہ کرلیں گے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں (میاں بیوی) کے درمیان موافقت (یعنی جوڑ) کردیں گے،

(اچھی نیت پر اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ جوڑ ہو جاوے گا؛ اس لیے کہ جب کبھی اخلاص نیت میں کمی آتی ہے تو آپس میں صلح میں دشواری ہوتی ہے۔)

یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑے جاننے والے، بڑے خبر رکھنے والے ہیں۔

نوٹ: ازدواجی زندگی میں رطب ویابس چلتا رہتا ہے، اس کی اصلاح کی یہ چار تدبیریں بتائیں؛ البتہ کوئی شخص ان چاروں باتوں پر عمل نہ کرے اور سیدھا طلاق ہی دے ڈالے تو واقع ہو جائے گی۔ (از تیسیر القرآن)

اس آیت میں پوری ترتیب بیان کی گئی ہے، یہ اتنی جامع ترتیب ہے کہ اگر میاں بیوی اس کو اپنا لیوے تو معاشرے میں طلاق نہ ہونے کے برابر ہوگی، اکثر طلاقوں کی بنیاد ان چار چیزوں کا نہ اپنانا ہے اور بعض مسلم ججوں نے یہ غلطی کردی کہ ان چار چیزوں کو انھوں نے طلاق کے لیے شرط کے درجے میں مان لیا۔

ہمارے ملک کے ایک صوبے کی ہائی کورٹ کے ایک جج نے تین طلاق کو اس بنیاد پر مسترد کردیا کہ ان چار چیزوں پر عمل نہیں ہوا تھا، پھر ان کو معتبر تفسیروں کے حوالے سے بتلایا گیا کہ: قرآن میں طلاق کو روکنے کے لیے یہ ایک اصلاحی کوشش بتلائی ہے، اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر کوئی شخص ان چار چیزوں کو نہیں اپنائے گا تو طلاق نہیں ہوگی؛ بلکہ طلاق تو ہو ہی جائے گی، جیسے کوئی آدمی لائسنس والی بندوق استعمال

کریں تو اس کے بھی شرائط ہیں؛ لیکن وہ شرائط کا لحاظ کیے بغیر کسی کو گولی مار دے گا تو سامنے والا تو مر ہی جائے گا، یہ نہیں کہ اس نے شرائط کا پاس ولحاظ نہیں کیا؛ اس لیے وہ نہیں مرا؛ بلکہ بغیر لائسنس کی بندوق سے گولی مارے گا تو بھی مرے گا۔

بہر حال! معاشرت کے متعلق جو آیات ہیں ان کو لوگوں میں عام کرنے بہت زیادہ ضرورت ہے۔

معاملات کے متعلق آیات

تیسری قسم کی وہ آیتیں جن کا تعلق معاملات سے ہے، آج دین کی مختلف محنتوں کی برکت سے امت کا ایک بہت بڑا تاجر طبقہ شرعی طریقے سے اپنے معاملات کرنا چاہتا ہے اور جو تاجر دین سے کافی دور ہیں ان کے اندر دین کی طلب پیدا کرنی ہے کہ وہ شرعی طریقے سے معاملات انجام دیوے اور آپ کو یہ بات معلوم ہے کہ قرآنِ کریم کی مقدار کے اعتبار سے سب سے لمبی آیت ''آیتِ مداینہ'' معاملات کے متعلق ہے۔

اِس وقت دنیا کے اندر معاملات میں جو انتشار اور جھگڑے ہیں اس کی اکثر و بیشتر بنیادوں کا حل ''آیتِ مداینہ'' میں ہے، اگر آیتِ مداینہ کی باتوں پر امت سے عمل کروایا جائے تو بہت بڑی حد تک وہ جھگڑے اور فتنے ختم ہو جائیں گے؛ اس لیے معاملات کی آیتوں کے متعلق بھی ہمیں امت کی رہبری کی بہت سخت ضرورت ہے۔

معاملات کے متعلق آیتوں میں نفسِ مسئلہ بتلانے کے بعد اس کے متعلق جو جدید صورتیں ہیں ان کو بیان کیجیے۔

چوں کہ جدید صورتوں میں اہلِ حق اکابرِ افتا میں بھی اختلافات ہیں؛ اس لیے

ہمارے معروف اکابر میں جن کے علم وتقویٰ اور دیانت پر آپ کا زیادہ اعتماد اور رجحان ہو ان کا قول آپ امت کو بتلا دیجیے یا اس وقت حالات کی نزاکتوں کو دیکھ کر مجبوریوں میں ہمارے اکابرین میں سے جن کا قول معاملات میں سہولت والا ہے اس کی طرف امت کی رہبری کر دیجیے۔

اخلاقی مسائل کی آیات

چوتھی چیز اخلاقی مسائل کے متعلق قرآن کی آیتیں؛ یعنی جن آیتوں میں اخلاق کے متعلق احکام وارد ہوئے ہیں اس کو تو خوب پھیلانے کی ضرورت ہے۔

سیاسیات

آج کل کے حالات کے پیشِ نظر سیاست کے متعلق جو آیتیں قرآنِ مجید میں وارد ہوئی ہیں اس کے احکام کے متعلق بھی امت کی رہبری کریں۔

تفسیر کی کتابیں اور فتویٰ

حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے تفسیر بھی لکھی ہے اور وہ مستند صاحبِ فتویٰ بھی ہے، اس طرح ہمارے جو اکابر ایسے ہیں کہ جن کا واقعتاً اور عملاً افتا سے تعلق رہا اور ان کی تفسیر بھی ہے تو ان کی تفاسیر سے فتاویٰ بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

درس میں مسائل بیان کرنے میں احتیاط

لیکن مسائل بیان کرنے میں ایک بہت اہم بات یہ ہے کہ بالکل سادہ انداز

میں کھل کر بار بار آپ اس کو سمجھائیے؛ ورنہ آپ کہیں گے کیا؟ اور لوگ سمجھیں گے کیا؟ اور اس کے بعد بہت ساری غلط فہمیوں کی بنیاد پر فتنے بھی کھڑے ہوجاتے ہیں؛ اس لیے اس نزاکت کو بھی سامنے رکھنا بہت ضروری ہے۔

موجودہ حالات میں قرآن میں آئے ہوئے نصرت کے واقعات

قرآن کی جن آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی مدد، نصرت اور لطف وکرم کا تذکرہ ہے اس کو موجودہ حالات کے تناظر میں بیان کرنا بہت ہی ضروری ہے، اس کی ایک مثال: تین مہینے پہلے جب یہ حالات شروع ہوئے، ایسے نازک موقع پر میری عادت ہے کہ میں ہمارے حضرت سے پوچھ لیتا ہوں کہ اس وقت کن موضوعات پر بیان کیا جائے؟

حضرت نے مجھے فرمایا: غزوۂ احزاب پر بیان کرو اور اپنا عملی تجربہ بتلایا کہ: ۱۹۹۲ء میں جب ملک کے حالات اس طرح کے ہوئے تھے اس وقت میری صحت اچھی تھی تو پورے علاقے کے میں نے اسفار کیے تھے اور زیادہ تر غزوۂ احزاب ہی کو میں بیان کرتا تھا، اس سے لوگوں میں ہمت اور حوصلہ بڑھتا ہے، پژمردگی دور ہوتی ہے اور اللہ پر یقین وتوکل بھی بڑھتا ہے۔

سورۂ احزاب الحمد للہ! کئی مرتبہ پڑھائی ہے؛ لیکن پھر دوبارہ میں نے سیرت کی مختلف کتابوں میں اس کا مطالعہ کیا اور ابھی تقریباً تین مہینوں میں امت کے سامنے غزوۂ احزاب کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا اور یہ سارے بیانات نیٹ پر موجود ہیں اور

علماوعوام جو بھی سنتے ہیں الحمدللہ! بہت ہی اچھا اثر لیتے ہیں۔

اور اس میں جو مختلف دعائیں آئی ہیں وہ تو کلپ اور کارڈ کی شکل میں دنیا کے مختلف علاقوں میں بہت چلی۔

اس طرح کی آیات اس طرح کے حالات میں امت کے لیے ذہنی وقلبی سکون کا باعث ہوتی ہیں، ایک حوصلہ ملتا ہے، گھبراہٹ اور ڈر کی کیفیت دور ہوتی ہے اور ایسے حالات میں کچھ کرنے کا ایک لائحۂ عمل ان کو ملتا ہے تو ایسے حالات میں اس طرح کی آیات بیان کی جائے۔

جب آپ یہ آیات بیان کریں تو حالات سے انطباق بھی کرتے جائیں، جیسے کہ آپ نے بخاری میں پڑھا ہے کہ غزوۂ احزاب کا پس منظر کیا تھا؟

مدینہ سے یہودی باقاعدہ سفر کر کے مکۃ المکرمہ گئے اور مکہ کے مشرکین سے مل کر کعبہ کے پردے پکڑ کر آپس میں معاہدہ کیا کہ ہم میں سے جب تک ایک آدمی بھی زندہ رہے گا ہم ان مسلمانوں سے لڑیں گے اور مسلمانوں کو ختم کریں گے۔

اب یہ کتنی اچھی حالات پر انطباق کی ایک شکل ہے کہ یہودیوں اور مکہ کے مشرکین نے آپس میں اتحاد کر لیا اور یہ اتحاد مسلمانوں اور اسلام کے خاتمہ کے واسطہ تھا تو دیکھو! اس وقت بھی یہی حالات ہیں کہ سب مل کر اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنے کی سازشیں کر رہے ہیں۔

پھر یہ کہ غزوۂ احزاب کے موقع پر مسلمانوں نے عمومی ہتھیار نہیں چلائے:

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ وَكَفَى اللّٰهُ

الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿۲۵﴾ (الأحزاب)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ان کے پورے غصہ کے ساتھ (اس طرح) واپس کر دیا کہ ان کو کوئی بھلائی ہاتھ میں نہیں آئی اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی طرف سے لڑائی کے لیے کافی ہو گئے اور اللہ تعالیٰ تو بڑے طاقت والے ہیں، بڑے زبردست ہیں۔

چوں کہ اِس وقت ہم جس ملک اور ماحول میں رہ رہے ہیں اس میں ہمارے پاس نہ ہتھیار ہیں، نہ ہتھیار چلانا آتا ہے، نہ ابھی اس کا ہمارے پاس کوئی موقع ہے تو اس موقع پر ہمارے لیے یہی ہے:

﴿وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ﴾

اس سے لوگ فوری طور پر قبول کریں گے اور قرآن کی آیات پر یقین اور ایمان میں تازگی اور ترقی ہوگی۔

درسِ قرآن، احادیث اور اقوالِ صحابہ رضی اللہ عنہم

اسی طرح بہت سی آیات کی تفسیر کے متعلق جو صحیح احادیث اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال موجود ہیں ان کو بھی آپ درسِ قرآن کے وقت پر پیش کیجیے، بخاری شریف، ترمذی اور نسائی وغیرہ میں تو کتاب التفسیر ہے۔

اور اس وقت ''موسوعۃ التفسیر الماثور'' کی جو تفسیر آئی ہے اس میں انھوں نے مرفوع روایات، آثارِ صحابہ اور آثارِ تابعین کو جمع کرنے کا بڑا اہتمام کیا ہے، یہ تو ایک بہت عمدہ خزانہ ہے۔

ترجمہ کی جدید تعبیرات

اکابر کا بیان کردہ ترجمہ ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ آپ اس کی ایک جدید تعبیر حالات کے مطابق پیش کیجیے تو اس سے لوگوں کے ذہن کھلیں گے، اس کی ایک مثال:

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً (التوبۃ:۴۶)

ترجمہ: اور اگر وہ (جہاد میں) نکلنے کا ارادہ کرتے تو اس کے لیے کچھ سامان کی تیاری تو کرتے۔

فائدہ: مروجہ تبلیغی اصطلاح میں پیشگی تیاری کی ایک شکل ''وصولی'' ہے۔ (از تیسیر القرآن)

اس میں ''عدۃ'' کی صاحبِ تیسیر القرآن نے اصلی مفہوم کے ساتھ ایک جدید تعبیر بھی دی۔ یہ صرف ایک مثال تھی۔

ایک عمدہ تطبیق

دوسری ایک آیت سے میں ایک اور مثال دوں، قرآنِ مجید میں یہ مطلق ہے:

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَىِٕنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ (النحل)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ ایک بستی کی مثال بیان کرتے ہیں، جو امن اور اطمینان والی تھی، اس (بستی والوں) کی روزی ہر طرف سے اس کو فراوانی کے ساتھ پہنچ رہی تھی،

پھر اس (بستی والوں) نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ تعالیٰ نے ان (کی ناشکری) کے کاموں کی سزا میں اس کو بھوک اور خوف کے لباس کا مزہ چکھایا۔

اس آیت کی دو مثال دیتا ہوں:

جس زمانے میں ہمارے سورت شہر میں پلیگ کی وبا عام ہوئی تو ہم نے یہ آیت بیان کی: ﴿قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَىِٕنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ﴾ پرامن شہر، کپڑے کا شاندار مارکیٹ، ہیرے کا مارکیٹ، ہر طرف سے فراوانی سے روزی آئی، دنیا بھر سے کپڑے اور ہیرے کے تاجر یہاں آتے ہیں؛ لیکن ﴿فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ﴾ مختلف شکل میں ہوئی، کمزوروں پر ظلم کی شکل میں، مسلمانوں پر مظالم کی شکل میں، روزی کی کثرت ہونے پر گناہوں کی شکل میں تو اس کا نتیجہ یہ آیا: ﴿فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ﴾ ایک وقت وہ آیا کہ طاعون کی بیماری کی وجہ سے لوگ جان بچا کر بھاگے اور کتنے لوگ مارے گئے اس کی صحیح تعداد معلوم نہیں اور پھر بعد میں سیلاب آیا۔

اسی سال (نومبر ۲۰۱۹ء) ششماہی کی تعطیلات میں تین دن کے لیے میں ری یونین گیا تھا، اس سے پہلے بھی جانا ہوا تھا، ری یونین بہت پرامن ملک ہے، خوشنما فضا، چاروں طرف سمندر، صاف شفاف پانی، آمدنی بھی عمدہ، لوگ بھی بڑے مال دار۔

وہاں کی مرکزی سینٹ ڈینیس مسجد میں جمعہ کے بیان میں بندے نے اسی آیت پر بیان کیا، میں نے لوگوں سے کہا کہ: دیکھو! آپ لوگ اس وقت: ﴿قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَىِٕنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ﴾ والی حالت میں

ہو، اب آئندہ اس سے ڈرتے رہنا کہ ﴿فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللّٰهِ﴾ نہ ہو، جو اس وقت آپ کے ملک میں کچھ کچھ نظر آرہا ہے کہ دولت ملنے پر عیاشی، آزادی، گناہوں میں خرچ کرنا وغیرہ بڑھ رہا ہے؛ ورنہ اس کے انجام: ﴿فَأَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ﴾ کے لیے تیار رہنا۔ اللہ حفاظت میں رکھے۔

میں نے کہا کہ: اس آیت کو تمھاری فرانس زبان میں ترجمے کے ساتھ اسٹیکر بنا کر ہر آدمی اپنی کار، آفس، دکان اور مکان میں لگائیں؛ تاکہ یاد رہے۔

وہاں کے علما اور اکابرین کہنے لگے کہ: پہلی مرتبہ اس طرح کی تطبیق سنی۔

اس طرح کی آیات کی تطبیقات لوگوں کے سامنے بیان کیجیے۔

درسِ قرآن اور سوالات کی مجلس

مجلس کے آخر میں لوگوں کو سوالات کا وقت ضرور دیں، پہلے سے یہ اعلان کردیں کہ جو بات سمجھ میں نہ آئی ہو یا جس بات کی آپ مزید وضاحت چاہتے ہیں وہ آپ پرچے پر لکھ کر دیجیے، پھر اگر پرچہ پر لکھے ہوئے سوال کا جواب اگر آپ کو اچھی طرح معلوم ہے تو آپ اس کا جواب دے دیجیے؛ ورنہ پرچہ جیب میں رکھ لیجیے کہ آئندہ مجلس میں ان شاء اللہ! اس کا جواب دے دیا جائے گا۔

اس سے لوگوں کی دل چسپی بڑھے گی، لوگوں کو یہ نہیں ہوگا کہ یہ صرف اپنی ہی سناتے ہیں، یہ اس وقت بہت اہم اور بہت ضروری ہے۔

پھر پرچی میں آئے ہوئے ان سوالات میں سے آپ کو انتخاب کرنا ہے کہ کن سوالوں کا جواب مجمعِ عام میں دینا ہے اور کن سوالوں کے لیے کہہ دینا ہے کہ سائل مجھ

سے تنہائی میں مل لیں، میں اس کو جواب دے دوں گا۔

یہ چند باتیں تھیں جن میں سے زیادہ تر باتوں کا تعلق تجربات سے تھا وہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کردیں، ان باتوں کا لحاظ کرتے ہوئے آپ کام شروع کریں گے تو جیسے آگے چلیں گے ویسے اللہ کی مدد آئے گی۔

حضرت مہتمم صاحب کے خط کے سوالات کا مختصر حل

دل چسپی پیدا کرنے کے لیے شروع میں سورتوں کا انتخاب

جہاں بھی درسِ قرآن شروع کریں تو شروع میں لوگوں کو دل چسپی ہو ایسی سورتوں کا انتخاب کیجیے، جیسے سورۂ یوسف، سورۂ احزاب، سورۂ نور، سورۂ کہف، سورۂ طٰہٰ، سورۂ یٰس وغیرہ۔

اسی طرح سورۂ فاتحہ اور آخری پارے کی سورتیں جن کو زیادہ تر لوگ انفرادی نماز میں پڑھتے ہیں ان کی تفسیر بیان کیجیے، لوگ ان کو اچھے طریقے سے سمجھ لیں گے تو ان کو نماز پڑھنے میں بھی لطف آئے گا۔

درسِ قرآن کی مجلس شروع میں ۲۰ رمنٹ، اس کے بعد واقعات اور حالات کو دیکھ پچاس منٹ ایک گھنٹہ تک کرنا مناسب ہے۔

اپنے علاقے میں درسِ قرآن شروع کرنے کے لیے متولیان اور ذمے داروں کو درسِ قرآن کے فضائل سنائے جائیں اور یہ بات بتلائی جائے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کی ہدایت کے لیے جو اصل چیز آئی وہ قرآنِ مجید ہے جس میں بلاواسطہ

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے خطاب فرماتے ہیں، حدیثِ پاک اس کی شرح ہے، فقہ بھی اس میں سے نکلا ہوا ہے تو اس طرح درسِ قرآن کے فضائل متولیان کو سنائے جائیں تو ان شاءاللہ! وہ ضرور آمادہ ہو جائیں گے اور درسِ قرآن کے انوار و برکات کے متعلق فضائل و روایات بیان کی جائیں۔

رمضان المبارک چوں کہ نزولِ قرآن کا مہینہ ہے، مسلمان بھی روزے سے ہوتے ہیں، شیاطین مقید ہوتے ہیں، اللہ کی طرف انابت زیادہ ہوتی ہے، دین کی بات سننے سنانے اور اپنانے کا جذبہ بھی اچھا خاصا ہوتا ہے؛ اس لیے رمضان المبارک میں عصر کے بعد یا تراویح کے بعد یا فجر کے بعد یا حاضرین کے لیے مناسب وقت میں اس کا اہتمام کیا جائے تو بہت فائدہ ہوگا۔